اسلامی بنکاری۔ایک اصولی وتجزیاتی مطالعہ

عثمان احمد *

معاصر مغربی علمیاتی تصور کے زیر اثر روایتی معاشرے شکست وریخ کا شکار ہیں اور معاشرتی واخلاقی اقدار کے پیمانے تبدیل ہوتے جارہے ہیں۔ مذہب کی اجتماعیت میں فیصلہ کن اور حتمی حیثیت ختم ہوکر ایک معاشرتی عامل کی رہ گئی ہے۔اسلامی ممالک میں مغربی فکر وفلسفہ اور نظامِ معیشت، معاشرت اور سیاست سکہ رائج الوقت قرار پاچکا ہے اور جہاں دیگر باطل افکار کو اسلامی سند عطا ہوئی ہے وہیں خالص مغربی سودی ادارے بنک کو اسلامی ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ذیل میں اسلامی بنکاری کا ایک اصولی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

اہلیت اداووجوب کا مسئلہ:

عہد جدید کی معاشی اداراتی صف بندی اور استحکام کا دارومدار ''شخصِ قانونی'' (Legal Person) کے تصور پر ہے۔جدید مغربی معاشی نظام میں ''کمپنی'' (Company) ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔

اسلامی بنکاری کے مؤیدین ومجوزین نے مغرب کے ''شخصِ قانونی'' کے تصور کو جواز فراہم کرکے فقہاءعظام کے اجماعی موقف کو رد کردیا، جن کے ہاں انسان کے علاوہ کسی ذی روح کے لیے اہلیتِ (وجوب وادا) کا کوئی تصور نہ تھا۔امام سرخسیؒ اپنی کتاب اصول سرخسی میں باب کا عنوان باندھتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اهلية الآدمی لوجوب الحقوق له و عليه و فی الامانة التی حملها الانسان''(۱)

آدمی کی اہلیت (کا بیان) جس کی بنا پر اس پر حقوق وفرائض واجب ہوتے ہیں اور اس امانت (کا بیان) جسے انسان نے اٹھایا:

مزید لکھتے ہیں:

''ولهذا اختص به الآدمی دون سائر الحیوانات التی لیست لهاذمةصالحة''(۲)

اس وجہ سے صرف آدمی کو تمام حیوانات پر خصوصیت دی گئی جن پر کوئی ذمہ صالحہ یعنی حقوق وفرائض نہیں۔

علامہ بزدویؒ فرماتے ہیں:

''اما اهلية الوجوب فبناء علی قيام الذمة وان الآدمی یولد وله ذمة صالحة للوجوب باجماع الفقهاء'' (۳)

---

*لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان۔

جہاں تک اہلیت وجوب کا تعلق ہے تو یہ ذمہ (حقوق وفرائض کا عائد ہونا) کے قیام کی بنیاد ہے۔ آدمی پیدا ہوتا ہے تو اس پر باجماع فقہاء ذمہ صالحہ کا (اہلیت کے اعتبار سے) وجوب ہو جاتا ہے۔

امام غزالیؒ المستصفیٰ میں لکھتے ہیں:

''واما اهلية ثبوت الأحكام فى الذمة فمستفاد من الانسانية'' (۴)

لیکن اسلامی بنکاری کے مجوزین علماء نے انسانوں کے ساتھ کمپنی اور بینک کو بھی اہلیتِ وجوب وادا بخش دی اور اس کے نتائج پر غور نہ کیا۔ حالانکہ اہلیت ادا و وجوب حاصل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہ کے سامنے جوابدہی کے لیے لمیٹڈ کمپنی اور بینک کو کھڑا کیا جائے گا اور جن پر ظلم یا زیادتی ہوئی ہوگی ان کا حساب پورا کیا جائے گا اور پھر کمپنی یا بینک کو جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔ نیز شخصِ قانونی ہونے کی حیثیت سے کمپنی یا بینک عیسائی، یہودی یا مسلمان بھی ہوتا ہے۔

حلت وحرمت کا جدید تصور:

سلف صالحین اور فقہاءِ عظام نے قرآن وسنت اور تعامل صحابہ کی روشنی میں حلت وحرمت کے واضح اصول متعین کیے اور اور ان کا انطباق بھی واضح اور صریح کیا۔ ان کے ہاں کسی چیز کے جائز یا ناجائز ہونے کے درمیان کوئی صورت نہیں ہے گو کیفیت و شدت میں فرق ہوسکتا ہے۔ لیکن جدید اسلامی بنکاری کے مؤیدین ومجوزین نے حلت وحرمت کے نئے اصول وضع کیے جن کا سلف صالحین اور فقہاءِ عظام کے اصولوں کے ساتھ کوئی علاقہ نہیں ہے۔

جدید علماء نے حلت وحرمت کا فیصدی اصول وضع کیا۔ ان کے ہاں اگر کسی چیز کا 10 فی صد حصہ حرام اور 90 فی صد حلال پر مشتمل ہوسکتا ہے تو من حیث المجموع وہ حلال ہی ہوگی۔ اور یہ تناسب کم یا زیادہ ہونے پر حکم حلت کا ہی رہتا ہے تاوقتیکہ ان کے مزعومہ اصولوں کے تحت 100 فی صد حرام نہ ہو جائے۔

سلف صالحین کے ہاں جو کسی شے کو مشکوک یا مشتبہ ہونے کے نتیجے میں رد کرنے کا تصور تھا وہ بعض معاصر علماء کے ہاں باطل قرار پایا۔ اسلامی بنکاری کے مؤیدین ومجوزین باوجود یہ تسلیم کرنے کے کہ اسلامی بنکاری میں متعدد امور ناجائز ہیں اسلامی بنکاری کو اپنے فیصدی اصول کے تحت حلال ہی گردانتے ہیں۔ اگر اس کو بطور مثال یوں بیان کیا جائے تو نا روا نہ ہوگا کہ جیسے ایک دودھ کے ٹب میں ایک گلاس شراب ڈال کر کہا جائے کہ اس کا 10 فی صد حرام اور 90 فیصد حلال ہے۔

مغربی فکر وفلسفہ کے زیر اثر بعض معاصر جدید علماء کا دوسرا اصول، حلت وحرمت کو اضافی (Relative) قرار دینا ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی بنکاری اس لیے درست ہے کہ اس کے مقابل سودی بینک خالص سود کا کاروبار کرتے ہیں اور اسلامی بینک اس کے مقابلے میں بلا سود کی کوشش کرتے ہیں۔ لہذا یہ Relatively بہتر ہیں۔ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ ''اهون البليتين'' کے اصول کا کوئی تعلق Relative اصولِ حرمت وحلت کے ساتھ نہیں۔ ''اهون البليتين'' میں آدمی

بالکراہت ایک چیز کو اختیا کرتا ہے اور اس کو نا جائز اور حرام ہی سمجھ کر اختیار کرتا ہے اور دوسروں کو اس کے اختیار کرنے کی ترغیب و تحریص نہیں دلاتا۔ لیکن اسلامی بنکاری کے مؤیدین نے ''اھون البلیتین'' کا ایسا نادر استعمال کیا ہے جس کا سلف صالحین کے ہاں کوئی تصور نہ تھا۔ وہ اسلامی بنکاری کو Relative اصول کے تحت حلال بھی کہتے ہیں اور دوسروں کو اس کے اختیار کرنے کی ترغیب و تحریص دلاتے ہیں اور ساتھ ساتھ ''اھون البلیتین'' کی بھی بات کرتے ہیں۔

معیارِ زندگی کی بلندی اور معاصر اسلامی بنکاری:

جدید مغرب نے انسان کا مقصد زندگی معیارِ زندگی کو بلند کرنا اور دولت کی بڑھوتری قرار دیا اور ایسا نظام زندگی ترتیب دیا جس میں ان مقاصد کے حصول کے علاوہ زندگی کا کوئی اور مقصد متعین کرنا ناممکن ہو جائے اور ایسے افراد جدید دنیا میں اجنبی بن کر رہ جائیں۔ مغرب کے تمام ادارے انہی مقاصد کے حصول و فروغ کے لیے سہولتیں مہیا کرنے کے لیے تشکیل دیے گئے۔ بنک ان مقاصد زندگی کے حصول و فروغ کے لیے بنیادی ادارہ ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی پوری تاریخ اس پر شاہد ہے۔ کار فنانسنگ، لیزنگ، مائکرو فنانسنگ، کنزیومر بنکنگ کی سہولت دینے والے ادارے کا مقصد ایسا معاشرہ تشکیل دینے کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہر شخص کو سہولیات اور تعیّشات کا عادی بنا کر زندگی معیارِ زندگی کو بلند کرنے کے مقصد میں لگایا جائے۔ اسلامی بنکاری کی ترویج کرنے والوں نے بینک کے مقاصد و نتائج پر غور نہیں کیا۔ مزید برآں اسلامی بنکاری کے مؤیدین نے سودی بنکوں کی مکمل پیروی کرتے ہوئے تمام تر وہی products and services آفر کیں جو سودی بنک آفر کرتے ہیں۔ اور paradigm بھی وہی ہے جو سودی بنکوں کا ہے۔ اسلامی بنکوں میں بھی سودی بنکوں کی طرح قیمت کا تعین اور کمی یا زیادتی وقت (Time) کے ساتھ متعلق (Linked) ہے۔ کیا اس بات کا کوئی امکان ہے کہ اسلامی بنکاری سے فروغ پانے والا معاشرہ وہی ہوگا جو نبی کریم ﷺ کا مطلوب و محمود معاشرہ ہے۔

درج ذیل احادیث معیارِ زندگی کو بلند کرنے اور دولت کی بڑھوتری کو مقصد زندگی بنانے کا صراحتاً رد کرتی ہیں:

''عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ اللهم ارزق آل محمد قوتا'' (۵)

''حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ آل محمد کو بقدر کفاف روزی عطا فرما''

''عن ابن عمر رضی الله عنهما قال أخذ رسول الله ﷺ ببعض جسدی فقال یا عبدالله! کن فی الدنیا کانک غریب أو عابر سبیل و اعدد نفسک فی الموتی'' (٦)

''حضرت ابن عمرؓ سے رویت ہے فرمایا اے مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بدن کے کچھ حصے کو پکڑا (متوجہ کرنے کے لیے) پھر فرمایا اے عبداللہ دنیا میں اس طرح رہو جیسے پردیسی یا راہ چلتا مسافر اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو''

”عن أنس رضی الله عنه قال:قال رسول الله ﷺ یهرم ابن آدم وتَشبُّ منه اثنتان الحرص علی المال والحرص علی العمر“ (۷)

”حضرت انسؓ سے روایت ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن آدم بوڑھا ہوجاتا ہے مگر اس کی دو چیزیں جوان ہوجاتی ہیں، (ایک) مال کی حرص اور (دوسری) عمر کی حرص“

”عن کعب بن عیاض قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ان لکل أمة فتنة و فتنة أمتی المال“ (۸)

”حضرت کعب بن عیاضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ہر امت کا ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے“

”قال رسول الله ﷺ ما ذئبان جائعان اُرسلا فی غنم بأفسد لهامن حرص المرء علی المال والشرف لدینه“ (۹)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی گلے میں بھیجے گئے دو بھوکے بھیڑیے اتنے نقصان دہ نہیں ہوتے جتنا کسی آدمی کی مال اور جاہ کی حرص اس کے دین کے لیے نقصان دہ ہیں“

سودی (Interest) مارکیٹ:

اسلامی بنکاری کے مدعی بنکوں کو بنیادی طور پر Interest Market میں Competition کرنا ہوتا ہے۔ لہذا کسی طور پر بھی ممکن نہیں کہ وہ سودی بنکوں کے مقابلے میں کم منافع اور کم products دے کے زندہ رہ سکیں۔ نیز پاکستان کے تمام اسلامی بنک، سٹیٹ بنک آف پاکستان کے شیڈولڈ بنک ہوتے ہیں جو بلاسود بنکاری کا سرے سے مدعی ہی نہیں۔ مزید برآں تمام اسلامی بنک بین الاقوامی مارکیٹ میں سودی بنکوں سے لین دین اور تجارت عالمی مالیاتی نظام کے تحت کرتے ہیں۔ اور عالمی مالیاتی نظام کے مکمل سودی ہونے میں کیا شبہ ہے۔ لہذا اسلامی بنکوں کا عالمی مالیاتی نظام کا مکمل حصہ ہونے کے باوجود بلاسود بنکنگ کا دعویٰ درست نہیں۔

قرضوں کو فروغ:

تمام سودی یا غیر سودی بنکوں کا بنیادی tool فنانسنگ ہے جس کی بنیاد Lending یعنی قرض دینا ہی ہے۔ اگرچہ شکلیں اور نام مختلف ہوں۔ اور قرض بھی بنیادی ضروریات کے لیے نہیں بلکہ تعیشات یا سرمائے کے فروغ کے لیے۔ قرض کو فروغ دینے کے لیے اشتہار بازی اسلامی اصولوں اور سنت رسول اللہ ﷺ کی صریح خلاف ورزی ہے۔ اس کے لیے درج ذیل حدیث ملاحظہ ہو:

”ان النبی ﷺ اُوتی بجنازة لیصلی علیهافقال هل علیه من دین قالوا لا فصلی علیه ثم اُوتی بجنازةاخری فقال هل علیه من دین قالوا نعم قال صلوا علی صاحبکم“ (۱۰)

"نبی ﷺ کے پاس جنازہ لایا گیا تاکہ آپ نماز جنازہ پڑھائیں تو آپ نے پوچھا اس کے ذمہ کوئی قرض تھا لوگوں نے کہا نہیں تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر دوسرا جنازہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا اس کے ذمہ کچھ قرض تھا لوگوں نے کہا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو"

بنک بحیثیت مغربی ادارہ:

کوئی بھی ادارہ یا چیز اس کے بانی کے اعتقادی، فکری، اور ثقافتی اثرات سے خالی اور مبرا نہیں ہوسکتی۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی مومن کسی چیز کی بنیاد رکھے اور اس میں اس کے معتقدات اور دینی ترجیحات کا کوئی اثر نہ ہو اور وہ شے بالکل مجرد ہو کر وجود میں آجائے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ کافر کسی چیز یا ادارہ کو تشکیل دے اور اس کی بنیادوں میں اس کے معتقدات اور دینی افکار و نظریات کارفرمانہ ہوں۔ اسی طرح ہر چیز کے کچھ اجزائے ترکیبی ہوتے ہیں جن میں سے کچھ کی حیثیت بنیادی اور کچھ کی ثانوی ہوتی ہے۔ اور اس چیز کی شناخت اس کے اجزائے ترکیبی سے ہوتی ہے اور ان اجزائے ترکیبی کو ختم کر کے اس چیز کا تحقق نہیں ہوتا بلکہ کوئی اور چیز وجود میں آتی ہے۔

بنک بنیادی طور پر مغربی ادارہ ہے۔ اور مغرب کا معاشی نظام سود اور قمار پر استوار ہے۔ بینک کی سوسالہ تاریخ بتاتی ہے کہ سود اور قمار بنک کا جزو لاینفک ہیں۔ بینک، سود کا اور سود، بنک کا مترادف ہے۔ کسی بینک کے اسلامی ہونے کا امکان ہی نہیں۔ بالفرض اگر ایسا کوئی ادارہ وجود میں آتا ہے تو وہ بینک نہیں ہوسکتا۔

اسلامی بنکوں کا نظم ونسق:

ایک بنیادی سوال جس کی طرف توجہ نہیں جاتی وہ یہ ہے کہ اسلامی بنکاری کا دعویٰ کرنے والے بنکوں کا نظام جدید ماہرین معاشیات (Economists) اور بنکاری کے ماہرین (Bank Professionals) چلاتے ہیں یا مفتیان کرام ان بنکوں کو چلا رہے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلامی بنک بھی جدید ماہرین معاشیات اور پروفیشنلز ہی چلا رہے ہیں جن کی زندگیاں سودی بنکوں کو چلاتے صرف ہوئی ہیں۔ اور مفتیان عظام کا کام صرف ان ماہرین کی پیش کردہ صورت حال پر شرعی حکم بتانا ہوتا ہے۔ اس کا عملی اطلاق اور لاکھوں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں ہونے والی Transactions کی حقیقی صورت حال کا مفصل جائزہ لینا مفتیان عظام کے بس کی بات نہیں اور نہ ان میں ماہرین معاشیات کی سی صلاحیت۔ ایسے کسی ایک بینک کی بھی مثال نہیں پیش کی جاسکتی جو صرف علماء چلا رہے ہوں اور ان میں جدید Economists and Professionals کا کوئی مؤثر عمل دخل نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ مفتیان عظام بنکوں کو چلانے میں ان کے مقلد محض ہیں اور محض ثانوی حیثیت رکھتے ہیں تو پھر یہ دعویٰ درست نہیں کہ علماء بلاسود بنکاری کا مکمل نظام چلا رہے ہیں۔

مندرجہ بالا اصولی نقد کی روشنی میں اسلامی بنکاری کے ناممکن نظر آتی ہے اور بنک جیسے سودی ادارے کی تطہیر کا کوئی امکان نہیں۔

حوالہ جات

۱۔ سرخسی، ابوبکر محمد بن احمد، اصول، تحقیق ابوالوفا افغانی، المکتبہ المدنیہ، ۱۷-اردو بازار، لاہور، ص۔۳۳۲، ج ۲، طبع اول، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء

۲۔ ایضاً، ص ۳۳۳

۳۔ بزدوی، علی بن محمد، کنز الوصول الی معرفۃ الاصول، میر محمد کتب خانہ، مرکز علم وادب، آرام باغ، کراچی، ص ۳۲۴، س۔ن

۴۔ غزالی، ابوحامد محمد بن محمد، المستصفیٰ من علم الاصول، منشورات الشریف الرضی، قم ایران، ص ۸۴، ج۔۱، طبع دوم

۵۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، جامع صحیح، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، حدیث نمبر ۶۴۶۰، ص ۱۱۲۱، طبع دوم، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء

۶۔ ابن حنبل، احمد بن محمد، مسند، تحقیق احمد محمد شاکر، دارالحدیث القاہرہ، ج ۴، ص ۳۸۹، طبع اول، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء

۷۔ نیشاپوری، مسلم بن حجاج، الصحیح المسلم، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، حدیث نمبر ۱۴۱۲، ص ۴۲۱، طبع دوم، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء

۸۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، حدیث نمبر ۲۳۳۶، ص ۵۳۴، طبع اول، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹

۹۔ ایضاً، حدیث نمبر ۲۳۷۶، ص ۵۴۱

۱۰۔ جامع صحیح، حدیث نمبر ۲۲۹۵، ص ۳۶۶